جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان
ماہنامہ
جرمنی
اخبار احمدیہ
ایڈیٹر:- نعیم احمد نیّر
جلد نمبر 7 ماہ فتح 1380ھش مطابق دسمبر 2001ء شمارہ نمبر 12

اسلام امن کا گہوارا ہے، امن اور دہشت گردی اکٹھے نہیں ہو سکتے

ریجن ویسٹ فالن میں محترم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب کا پریس کانفرنس سے خطاب

11 ستمبر کو امریکا میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کے بعد اسلامی تصور کو جس طرح مجروح کیا گیا اس کے پیش نظر یکم اکتوبر کو Münster میں ایک پریس کانفرنس بلائی گئی جس کا اصل مقصد اسلام کی حقیقی تصویر کو عوام الناس کے سامنے پیش کرنا تھا۔ الحمدللہ Münster سے نکلنے والے تمام اخبارات اور ریڈیو WDR کے نمائندے حاضر ہوئے۔ جس میں ہماری طرف سے محترم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب مربی سلسلہ نے پہلے جماعت احمدیہ عالمگیر کا تعارف پیش فرمایا کہ آج صفحہ عالم پر حقیقی پُرامن اسلام کی نمائندگی صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے اور جو قرآنی تعلیم کے مطابق اسلام میں جبر و کراہ کو ناجائز قرار دیتی ہے۔ اسلام تو امن کا گہوارہ ہے اور امن اور دہشت گردی اکٹھے نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ نے جو اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے پریس کے نمائندوں کو انتہائی تسلی بخش جوابات دیئے اور فرمایا کہ ہم کسی بھی قسم کی دہشت گردی کو پسند نہیں کرتے خواہ مذہب کے نام پر ہو یا اس کی کوئی اور وجہ ہو ہمارا ماٹو تو "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" ہے۔ دوسرے دن تمام اخبارات نے جلی حروف کے ساتھ پریس کانفرنس کی رپورٹ شائع کی۔

تمام حاضرین نے بالاتفاق اسلام کو پُرامن مذہب تسلیم کیا

Osnabrück اور Münster میں تبلیغی میٹنگز کا انعقاد

21 اکتوبر کو جماعت احمدیہ Osnabrück کے زیر اہتمام ایک تبلیغی میٹنگ ہوئی جس میں 25 افراد نے شرکت کی۔ میٹنگ بڑی پُرلطف اور دلچسپ رہی۔ مختلف اطراف سے مختلف سوالات ہوئے جس میں نہ صرف اسلام کی پُرامن تعلیم کے بارے میں بلکہ "اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے"، "عورت کی گواہی کی اسلام میں کیا حیثیت ہے"، "پردہ کیوں ضروری ہے" وغیرہ جیسے سوالات ہوئے۔ مکرم عبدالمنان ناصر صاحب نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کے جوابات دیئے اس معاملہ میں مکرم نصیر احمد خان صاحب صدر جماعت Osnabrück نے بھی مدد فرمائی۔ آخر پر تمام حاضرین نے بالاتفاق کہا کہ اسلام کا جو نظریہ آپ نے آج پیش کیا ہے اس سے کسی کو خوف زدہ نہیں ہونا چاہئے۔ الحمدللہ۔

اسی طرح 29 اکتوبر کو Münster کے ایک سکول کی دعوت پر مکرم عبدالمنان ناصر صاحب اور محترمہ جویریہ یوسف صاحبہ کو اسلام کے بارے میں سوالات کے جوابات دینے کا موقع ملا۔ واضح رہے کہ کہ جویریہ یوسف صاحبہ جرمن نژاد ایک نہایت مخلص احمدی خاتون ہیں جو صرف چار سال قبل حلقہ بگوش اسلام ہوئی تھیں۔

ان کی اس میٹنگ میں موجودگی سے ماحول پر بہت اچھا اثر پڑا۔ سکول کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے مختلف سوالات کئے مثلاً "شادی سے قبل لڑکے لڑکی کے تعلقات"، "اسلام کا جنسی تعلقات کے بارے میں نظریہ" جیسے موضوعات بھی شامل تھے۔ جن کے سنٹر جویریہ نے اتنے تسلی بخش جوابات دیئے کہ اسکول ٹیچر بھی بول اٹھیں کہ پہلی مرتبہ یہاں کسی جماعت کے نمائندگان سے ہر سمت سے ہر قسم کے سوالات ہوئے ہیں اور مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ تمام سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔

ریجن ہیسن ڈارمسٹڈ
تیسری سالانہ تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد

ریجن ہیسن ڈارمسٹڈ میں مؤرخہ 29 ستمبر تا 15 اکتوبر مردانہ و لجنہ ہر دو کی الگ الگ ریجنل تعلیم القرآن کلاس محترم ریجنل امیر صاحب کی نگرانی میں منعقد ہوئی۔ مردوں کے لئے ناصر باغ میں اور لجنہ کے لئے نماز سنٹر Pfungstadt میں انتظام تھا۔ ہر کلاس کے لئے 15 ناظمین و معاونین کا تقرر کیا گیا تھا۔ دونوں کلاس روم کو خوبصورت بینرز سے سجایا گیا تھا۔ سات دنوں میں ترجمۃ القرآن و حفظ قرآن، حدیث، تبلیغ، تاریخ، اسلام، تاریخ احمدیت، موازنہ مذاہب، فقہ، تلقین عمل، تبلیغی اسٹال و کھیل کے پیریڈ ہوئے۔ یہ کلاس نماز فجر سے شروع ہو کر رات ساڑھے نو بجے تک جاری رہتی اور نماز تہجد بھی پڑھی جاتی رہی۔

اس کلاس کو بہترین اساتذہ کی راہنمائی حاصل رہی، جن میں مربیان سلسلہ اور ممبران نیشنل مجلس عاملہ بھی شامل تھے۔

باقی صفحہ 2 پر

اس شمارہ میں

☆ قضاء وقدر کے متعلق فکر او تنازع
☆ ارم کا عبرتناک انجام
☆ جرمنی کے شب و روز
☆ ہنگری کے مشہور پروفیسر جولیس جرمانوس
☆ کلام محمود
☆ سانپ اور اُن کے زہر

تبرکات ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تقویٰ :- ہر ایک کامیابی کی جڑ تقویٰ اور سچا ایمان ہے۔ اس کے نہ ہونے سے گناہ صادر ہوتے ہیں۔ مقدر جو انسان کا ہے وہ اُسے مل کر رہتا ہے پھر نہیں معلوم کہ خلاف تقویٰ امور کی ضرورت کیوں در پیش آتی ہے۔ ایک چور چوری کر کے اپنا مقدر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر وہ چوری نہ کرتا تو بھی حلال ذریعہ سے وہ اُسے مل کر رہتا۔ (ملفوظات، جلد سوم صفحہ 568)

جرمنی بھر میں رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں مراکز نماز میں عبادت گزار بندوں کی رونق رہی

نماز تراویح، درس القرآن والحدیث اور سحر و افطار کے خصوصی انتظامات

رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں جرمنی میں جماعت احمدیہ کی مساجد و مراکز نماز میں عبادت گزار بندوں کی رونق رہی۔ احباب اپنے کام کاج کی مصروفیات جن میں اس ماہ یہاں کے ماحول میں دیگر مسلمان اکثریت والے ممالک کی طرح کوئی تبدیلی نہیں واقع ہوتی، کے باوجود جوق در جوق نماز تراویح میں شامل ہوتے رہے۔ حفاظ کرام اور مربیان سلسلہ نے مسجد نور فرینکفرٹ، ناصر باغ، گروس گیراؤ، بیت الرشید ہمبرگ، بیت النصر کولون، بیت المہدی میونخ، بیت الحمد وٹلش، بیت السبوح نیڈرایلش باخ (فرینکفرٹ) اور دیگر نماز سینٹرز میں نماز تراویح میں قرآن کریم حسب توفیق سنایا۔

نماز سنٹروں میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ درس القرآن بذریعہ MTA دیکھنے و سننے کے انتظامات تھے۔ جن سے احباب جماعت نے فائدہ اٹھایا۔ مختلف مراکز نماز میں عرب و ترک نو احمدی احباب جماعت کے لئے تربیتی کلاسز کا بھی انتظام تھا۔ اور اس کے علاوہ مختلف زبانوں میں تراجم نماز نو احمدی احباب میں تقسیم کئے گئے۔

جرمنی میں واقفین نو کے اجتماعات

فرینکفرٹ کے واقفین نو بچے اور بچیوں کے سہ ماہی پروگرام بمقام بیت السبوح

مؤرخہ 11 نومبر بروز اتوار فرینکفرٹ کے واقفین نو بچے اور بچیوں کا سہ ماہی پروگرام بمقام بیت السبوح منعقد ہوا۔ پروگرام بعد نماز عصر 3 بجے زیر صدارت مکرم شمس الحق صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم احیاء الدین نے اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزم حمزہ اور اُن کے ساتھ دو بھائیوں نے "ہم احمدی بچے ہیں کچھ کر کے دکھا دیں گے" ترانہ پیش کیا۔ اس کے بعد بچوں اور بچیوں کے علاوہ نصاب کے مطابق علمی مقابلہ جات ہوئے۔ بچوں کو تین گروپ میں تقسیم کیا گیا۔ اس کے مطابق عمر کے لحاظ سے سوالات پوچھے گئے۔ اس پروگرام میں واقفین نو 65 بچے اور 26 بچیوں نے شرکت کی۔ 55 والدین نے بھی اس پروگرام میں شرکت کر کے بچوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ پروگرام کے بعد آخری تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں لوکل امیر فرینکفرٹ، نیشنل سیکرٹری وقف نو نے والدین کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ علمی مقابلہ جات کا موازنہ کرتے ہوئے یہ بات سامنے آئی کہ علمی معیار نصاب کے مطابق بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ آخر میں مکرم لئیق احمد منیر صاحب انچارج وقف نو جرمنی نے خطاب فرمایا۔ آپ نے والدین کو ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا خاص طور پر والدہ کو اہم کردار ادا کرنا چاہئے کیونکہ بچے زیادہ وقت والدہ کے پاس ہوتے ہیں اور وہی عمل کے ذریعہ بہترین تربیت کر سکتی ہیں۔ آپ نے اوّل دوم سوم آنے والے بچوں کو انعامات تقسیم کئے۔ دعا کے ساتھ یہ اجلاس برخواست ہوا۔

چوتھا سہ ماہی لوکل اجتماع "وقف نو" زیر اہتمام لوکل امارت فلڈا، نوئے ہوف

خدا تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ شعبہ وقف نو لوکل امارت فلڈا نوئے ہوف کو چوتھا سہ ماہی لوکل اجتماع "وقف نو" مؤرخہ 10 نومبر 2001ء کو بمقام نوئے ہوف نماز سنٹر میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

پروگرام کے مطابق 9:30 پر رجسٹریشن کا آغاز ہوا۔ والدین اور واقفین، واقفات کی بھرپور تعداد سے اجتماع کی رونق بڑھی۔ افتتاحی تقریب مکرم لوکل امیر صاحب فلڈا نوئے ہوف کی زیر صدارت عمل میں آئی۔ تلاوت، قصیدہ وغیرہ کے بعد مکرم لوکل امیر صاحب نے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کا لوکل اجتماع ہر لحاظ سے بابرکت ہے۔ واقفین نو بچے یقیناً بھرپور تیاری کر کے آئے ہوں گے اور اپنے نصاب کی بھرپور تیاری کے علاوہ علمی مقابلہ جات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے آخر پر آپ نے افتتاحی دعا کرواتے ہوئے اجتماع کا آغاز کروایا۔

افتتاحی تقریب کے بعد واقفین / واقفات کا عمر وائز مقررہ نصاب کا امتحان شروع ہوا۔ واقفین واقفات کو اس طرح گروپ بنا کر تقسیم کیا گیا تھا۔ یعنی 5 سال تا 6 سال گروپ 1، 7 سال تا 10 سال گروپ 2، 11 سال تا 12 سال گروپ 3 اور 13 سال تا 15 سال گروپ نمبر 4 اس گروپ بندی کے مطابق واقفین کے لئے علیحدہ ممتحنین اور واقفات کے لئے علیحدہ ممتحنات مقرر کی گئیں تھیں۔ نصاب وقف نو اور علمی مقابلہ جات کا پروگرام ایک ماہ دس دن قبل واقفین / واقفات کو پہنچا دیا گیا تھا تاکہ بھرپور تیاری کرنے کا موقع میسر آ جائے۔ علمی مقابلہ جات (مقابلہ تقریر، مقابلہ تلاوت اور مقابلہ نظم خوانی) بہت دلچسپ رہے اور اندازہ ہوا کہ والدین نے کافی توجہ کے ساتھ نصاب اور علمی مقابلہ جات کی تیاری کروائی تھی۔

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ آمین۔

تقدیر الٰہی

مسئلہ قضاء وقدر کی اہمیت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قسط3)

قضاء وقدر کے متعلق فکر اور تنازع

ادھر ایمان بالقدر ایسی ضروری چیز ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی مومن ہی نہیں ہو سکتا جب تک قدر پر ایمان نہ لائے اور یہ محض زور دینے کے لئے نہیں فرمایا بلکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ صفاتِ الٰہیہ پر ایمان لانا جزوِ ایمان ہے۔ مگر اس کیساتھ ہی ایک نہایت سخت بات بھی لگی ہوئی ہے اور وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایمان بالقدر ایسی مشکل چیز ہے کہ اس کے متعلق فکر اور تنازع کرنا انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ:-

"خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدْرِ. فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّمَا فُقِئَ فِي وَجْنَتَيْهِ الرُّمَّانُ فَقَالَ اَبِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِي هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ اَلَّا تَنَازَعُوْا فِيْهِ."

(جامع ترمذی باب القدر)

ہم لوگ قضاء وقدر کے مسئلہ کے متعلق بیٹھے ہوئے جھگڑ رہے تھے کہ رسول کریم ﷺ باہر سے تشریف لائے ہماری باتوں کو سُن کر آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپؐ کے منہ پر انار کے دانے توڑے گئے ہیں اور آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم کو اس بات کا حکم دیا گیا تھا؟ کیا خدا نے مجھے اسی غرض سے بھیجا تھا؟ تم سے پہلی قومیں صرف قضاء وقدر کے مسئلہ پر جھگڑا کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں، میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ اس امر میں جھگڑنا اور بحث کرنا چھوڑ دو۔

اسی طرح حدیث میں ہے کہ:-

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس کوئی شخص آیا اور کہا کہ آپکو فلاں شخص سلام کہتا تھا۔ آپؓ نے جواب دیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اُس نے اسلام میں کچھ بدعات نکالی ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو میری طرف سے اس کو سلام کا جواب نہ دینا۔ کیونکہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ کی اُمت میں سے بعض پر عذاب آئے گا اور یہ قدر پر بحث کرنے والے لوگ ہوں گے۔" (ترمذی باب القدر)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قدر کا مسئلہ ایک مشکل مسئلہ ہے جس پر بحث کرنے پر سلب ایمان کا خطرہ ہے بلکہ رسول کریم ﷺ نے پیشگوئی کی ہے کہ اس اُمّت میں سے ایک جماعت پر اسی سبب سے عذاب آوے گا۔ مگر ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس مسئلہ پر ایمان لانے کی بھی بڑی سختی سے تاکید کی گئی ہے اور اس کے نہ ماننے والے کو کافر قرار دیا گیا ہے اور کسی مسئلہ پر ایمان اسے سمجھے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ جب تک کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ میں نے کس بات کو ماننا ہے وہ مانے گا کیا؟ اور ایسی بات کے منوانے سے جس کو انسان سمجھے نہیں فائدہ ہی کیا ہو سکتا ہے؟

پس مسئلہ تقدیر کے متعلق ہمیں نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ شریعت نے جب اس مسئلہ میں جھگڑنے سے منع کیا ہے۔ تو اس کا کیا مطلب ہے؟ اور جب اس پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ تو اس کا کیا مطلب ہے؟ تا ایسا نہ ہو کہ بے احتیاطی کے نتیجہ میں ہلاکت اور تباہی کا سامنا کرنا پڑے۔ یہ مسئلہ درحقیقت ایک دنیوی پُل صراط ہے کہ اگر اس پر قدم نہ رکھے تو جنت سے محروم رہ جاتا ہے اور اگر رکھے تو ڈر ہے کہ کٹ کر دوزخ کے تہ خانے میں نہ جا پڑے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح پُل صراط پر قدم رکھے بغیر تو کوئی انسان جنت میں جا ہی نہیں سکتا اور اس پر چلنے میں دونوں امکان ہیں۔ گر جائے یا بچ جاوے۔ اسی طرح مسئلہ تقدیر کا حال ہے۔ اس کو نہ سمجھے تو ایمان بالکل جاتا رہتا ہے اور اگر اس پر بحث کرے تو دونوں باتیں ہیں۔ خواہ صحیح سمجھ کر قربِ الی اللہ حاصل کرے خواہ غلط سمجھ کر تباہ و برباد ہو جاوے۔

اسی جگہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہی بات تھی تو رسول کریم ﷺ نے یہ کیوں فرمایا کہ اس مسئلہ پر بحث نہ کرو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپؐ کا مطلب یہ نہ تھا کہ مطلق بحث نہ کرو۔ بلکہ یہ عقلی ڈھکوسلوں سے کام نہ لو بلکہ اس مسئلہ کو ہمیشہ شریعت کی روشنی میں دیکھو اور اگر آپؐ کا مطلب یہ نہ ہوتا تو ہم خود رسول کریم ﷺ کو اس مسئلہ کے متعلق مختلف اوقات میں تفصیلات بیان کرتے ہوئے نہ پاتے۔ آپ کا خود اس مسئلہ کی تشریح کرنا اور اس پر جو اعتراض وارد ہوتے ہیں ان کا جواب دینا پھر قرآن کریم کا اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کرنا بتاتا ہے کہ جس بات سے منع کیا گیا ہے۔ وہ اس مسئلہ کی تحقیق نہیں بلکہ اس مسئلہ کو شریعت کی مدد کے بغیر حل کرنا ہے اور یہ بات واقعہ میں ایسی خطرناک ہے کہ اس کا نتیجہ دہریّت بے دینی اور اباحت کے سوا اور کچھ نہیں نکل سکتا۔ قدر کا مسئلہ خدا تعالیٰ کی صفات سے تعلق رکھتا ہے۔ پس اگر کوئی اس مسئلہ کا حل کر سکتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ خدا اور اس کے رسولؐ کے سوا کسی کی طاقت اور مجال نہیں کہ اس مسئلہ کی حقیقت بیان کر سکے۔ عقل اس میدان میں ایسی ہی بے بس ہے جیسے کہ ایک چھ ماہ یا سال کا بچہ ایک خطرناک جنگل میں۔ اس کو اس جنگل سے اگر کوئی چیز نکال سکتی ہے تو وہ شریعت کی رہبری ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ مسئلہ عقل میں آ ہی نہیں سکتا بلکہ میرا یہ منشا ہے کہ اس کی ہدایت سے عقل اس مسئلہ کو خوب سمجھ سکتی ہے اور اگر عقلِ انسانی اس کو تب بھی سمجھ نہ سکتی تو اس پر ایمان لانے کا حکم بھی نہ ملتا۔

جن لوگوں نے اس مسئلہ کو عقل کے ذریعہ حل کرنا چاہا وہ بڑی بڑی خطرناک گمراہیوں کا شکار ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کا باعث ہوئے ہیں۔ (باقی آئندہ انشاءاللہ)

بقیہ:- تعلیم القرآن کلاس

جنہوں نے روحانی مائدہ بہت اچھے طریق سے تقسیم کیا نیز ناظم صاحب ضیافت نے بہت اچھا جسمانی مائدہ بروقت تقسیم کیا۔ اس کے علاوہ ناظمین رہائش وضیافت ووقارِ عمل ونظم ونسق وصحت جسمانی ولاؤڈ سپیکر ومال وٹرانسپورٹ نے اپنا اپنا کام نہایت محنت اور شوق سے کیا۔ مردانہ کلاس کی حاضری 25 اور لجنہ کی 65 تھی۔ اختتامی تقریب سے نیشنل امیر صاحب جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے خطاب فرمایا۔ تمام شرکاء وناظمین ومعاونین کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد یحییٰ الیاس، ناظم اعلیٰ تعلیم القرآن کلاس)

ماخوذ — قسط نمبر2

قومِ ارم کا عبرتناک انجام

ان لوگوں میں سے تاہم ایک شخص جس نے ہمیں فون کیا اس کا نام نکولس کلیپ تھا جو لاس اینجلز میں فلمیں بناتے ہیں اور جو عمان ملک کا سفر کر چکے تھے۔ ان کو اوبار شہر کے گم ہو جانے، اور اس کے محل وقوع کا کچھ اندازہ ضرور تھا۔ انکو یہ بھی علم تھا کہ اوبار قہر الٰہی کے مطابق نیست و نابود ہوا تھا تو انکی تحریک پر ہمیں خیال آیا کہ ہمارے پاس ٹیکنالوجی موجود ہے کیوں نہ اس ٹیکنالوجی کو اس گمشدہ صدیوں پرانے شہر کی تلاش میں استعمال کیا جائے تو یہ ہمارے اس مہم میں شامل ہونے کی بنیادی وجہ تھی۔

میکڈانلڈ:- جب خلائی جہاز کے ریڈار سے ریت کے نیچے موجود شہر کی تصاویر لی گئیں تو آپ نے کیا دیکھا؟

ڈاکٹر بلام:- ہم نے ریت کے نیچے شاہراہوں (ہائی ویز) کے آثار دیکھے جس سے ہمیں یہ احساس ہوا کہ اس علاقہ میں تجارت کا ایک منظم سسٹم قائم تھا شاہراہوں کا نشان ملنے پر ہماری ہمت بڑھ گئی۔

میکڈانلڈ:- جب آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے شاہراہوں کے نشان tracks دیکھے تو یہ ٹریکس کس قسم کے تھے؟

ڈاکٹر بلام:- ریڈار سے لی ہوئی تصاویر کی تعبیر کرنے کے لحاظ سے ہم نے جو انہیں دیکھے وہ سیدھے خطوط کی صورت میں تھے جو ہمیں قدرتی نہ لگے بلکہ وہ ایسے راستے اور سڑکیں دکھائی دیں جو ایک مقام سے دوسرے مقام تک جاتی تھیں یہ گویا امریکہ میں کسی فری وے سسٹم کا نقشہ دیکھنے کے برابر تھا۔ جب ہم نے یہ تمام امیجز ملا کر دیکھے تو ہمیں یہ پتہ چلا کہ درحقیقت ایک مرکزی مقام پر ملانے والے راستے تھے (concentration points) جو نخلستان کے اندر موجود تھے۔ ان مرکزی مقامات میں سے ایک مقام اوبار شہر کے بالکل اندر جا پہنچا۔ موجودہ حالات میں یہ ایک ماڈرن گاؤں ہے اور اس گاؤں میں رہنے والے افراد کو اوبار کے نیست و نابود ہونے کے قصہ کا بخوبی علم ہے لیکن انکو یہ خبر نہ تھی کہ وہ عین اس مقام پر اس وقت آباد ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ اوبار دور کہیں آباد تھا۔

میکڈانلڈ:- ریڈار امیجنگ سے جو شاہراہوں کے نشانات آپ نے دیکھے کیا وہ آج بھی زیر استعمال ہیں؟

ڈاکٹر بلام:- ان صحرائی سڑکوں یا شاہراہوں میں سے بہت سے اب بھی زیر استعمال ہیں آج سے دو تین ہزار سال قبل جو صحرائی لوگ استعمال کرتے تھے وہ آج بھی استعمال ہو رہے ہیں یہ درحقیقت ایک معمہ ہے۔

میکڈانلڈ:- لیکن آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ صحرائی راستے فی الحقیقت ہزاروں سال پرانے تھے نہ کہ جدید؟

ڈاکٹر بلام:- ان صحرائی راستوں کے پرانے ہونے کی ایک دلیل یہ تھی کہ ہمیں ان شاہراہوں کے ساتھ پڑے ہوئے جو پرانے برتن، اوزار اور کھلونے ملے وہ ہزاروں سال پرانے تھے۔ یا یوں کہہ لیں کہ اگر آپ کو کسی شاہراہ پر پیپسی کا کین Pepsi can ملے تو آپ مزید تلاش کریں گے شاید آپ کو چھوٹے چھوٹے راستوں کے درمیان مزید اشیاء ملیں پھر ان راستوں پر پتھر کے زمانے کے اوزار بھی ملے۔ یوں اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ یہ راستے بڑے عرصے سے موجود تھے اور اس بات سے اس علاقہ کی عمر کا اندازہ لگانا آسان ہو جاتا ہے۔

میکڈانلڈ:- جب آپ نے اوبار شہر کے صحیح مقام کا تعین کر لیا تو جب آپ وہاں گئے تو اس جگہ کو کیسا پایا؟

ڈاکٹر بلام:- قلعہ کی دیواریں دوہرے بلاک سے بنی ہوئی تھیں اس کا بہت سا حصہ تو نیست و نابود ہو چکا تھا۔ وہاں بہت سارے مینار بھی ہمیں ملے جو کم از کم تیس سے چالیس فٹ اونچے تھے تو جو کچھ وہاں موجود ہے وہ بہت خستہ حالت میں ہے مگر جو کچھ ہے وہ تحقیق کا ذوق رکھنے والے شخص کے لئے کافی ہے۔

ماہرین آثار قدیمہ اب وہاں کھدائی کا کام کر رہے ہیں۔ عمان کی حکومت نے ایک کمپنی کے ساتھ تین سال کا معاہدہ کیا ہے۔ کھدائی کے ساتھ ساتھ بہت ساری نئی چیزیں دریافت ہو رہی ہیں۔ وہاں کنویں کا اصل مقام مل گیا ہے گویا اس طرح وہاں بہت کچھ قابل دید ہے۔

میکڈانلڈ:- آثار قدیمہ میں سے کیا وہاں کوئی ایسی چیز ملی ہے جس سے اندازہ ہو سکے کہ اوبار پر تباہی کیسے نازل ہوئی؟ یہ زمین دوز کیسے ہو گیا؟

ڈاکٹر بلام:- شہر کے لئے پانی کی سپلائی ایک سنک ہول سے آتی تھی۔ شہر کے اردگرد کی زمین میں لائم سٹون بہت تھا۔ یہ سنک ہول گویا لائم سٹون میں ایک بہت بڑا گڑھا تھا یا یہ کہہ لیں کہ قلعہ کے وسیع وعریض کمپلیکس کے نیچے غار تھی جہاں سے پانی نکالا جاتا تھا خدا جانے کیا ہوا کہ یہ غار سنک ہول میں زمین دوز ہو گئی جو پورے قلعہ کو نگل گئی۔ ایسے واقعات فلوریڈا، امریکہ میں اکثر وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ جہاں سننے میں آتا ہے کہ فلاں کا گھر سنک ہول میں دھنس کر تباہ ہو گیا۔

یہ واقعہ کب ہوا؟ اس کی تاریخ بہت اہم ہے مگر اس کا تعین صحیح ابھی تک نہیں ہو سکا شاید اوبار شہر کے دنیا سے نیست ہونے یا قہر الٰہی کا مورد ہونے کا یہ ایک ذریعہ تھا جب یہ واقعہ رونما ہوا اس وقت اگر وہاں لوگ موجود تھے تو اُمید ہے کہ کھدائی کرنے پر اور بھی اسباب و اشیاء ملیں گی۔ اگر یہ شہر زمین میں رفتہ رفتہ دھنسنا شروع ہوا یا اس وقت زمین میں دھنسا جب لوگ وہاں سے بھاگ چکے تو شاید وہاں سنک ہول کے علاقہ میں کچھ بھی نہ ہو بہر حال یہ ایسی دل سوز کہانی ہے جو ابھی لوگوں نے نہیں سنی۔

اس مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا۔

Lost city of Ubar - bc, Toronto, Canada 16th April 1994
2:- Dr. Ronald Blomm, jet propulsion laboratory, nasa 4800 Oakgrove drive, Pasadena, 91109 USA
3:- Ubar - fabled lost city, los ageles times Feb 5, 1992

(ماخوذ از رموز فطرت، مصنف: محمد زکریا ورک)

اعلان از طرف شعبہ وصایا جرمنی

مکرم انعام اللہ خان عابد صاحب وصیت نمبر 29759
مکرم طفیل احمد خان وصیت نمبر 29246
براہ کرم شعبہ وصایا جرمنی سے رابطہ کریں۔
(نیشنل سیکرٹری وصایا جرمنی)

پروفیسر جولیس جرمانوش

ہنگری کے مشہور پروفیسر جولیس جرمانوش 1929ء میں رابندرناتھ ٹیگور کی یونیورسٹی شانتی نکتین بنگال میں اسلامی علوم کے پروفیسر مقرر کئے گئے اور 1933ء تک وہاں درس و تدریس کا کام سرانجام دیتے رہے۔ غالباً اس دوران وہ قادیان بھی تشریف لے گئے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ حضور نے اپنے دستخطوں سے اپنی ایک تصویر انہیں مرحمت فرمائی جو ان کی مشہور زمانہ کتاب ''اللہ اکبر'' (مطبوعہ 1936ء) میں شامل ہے۔ پچھلے دنوں مجھے اتفاق سے ڈاکٹر جرمانوش کی کتاب اللہ اکبر کا ہنگرین زبان کا ایک نسخہ مل گیا اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر دیکھ کر جو خوشی ہوئی اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ میں لندن کے جلسہ پر جاتے ہوئے وہ کتاب ساتھ لے گیا کہ کوئی ہنگرین زبان کا عالم میسر آ جائے تو اس کتاب کے متعلقہ حصہ کا ترجمہ کرواسکوں مگر کوئی ایسا عالم میسر نہ آیا۔ اپسالا یونیورسٹی (سویڈن) میں ہنگرین زبان کی ایک استاد موجود ہیں مگر وہ ان دنوں اپنے وطن گئی ہوئی تھیں۔ جب ان سے رابطہ ہوا تو میں نے پوچھا کہ ''کیا آپ پروفیسر جرمانوش کے نام سے واقف ہیں؟'' فرمانے لگیں ''واقف؟ ہم لوگ تو اپنی تعلیم کی ابتدا ان کی کتابوں سے کرتے ہیں''۔ چنانچہ میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ اس کتاب میں احمدیت کے بارہ میں جو حصہ ہے اس کا ترجمہ کردیں یا مجھے اس کے مطالب سے آگاہ کریں تاکہ میں احمدیہ لٹریچر میں بھی ان کا ذکر محفوظ ہوجائے۔ ان برسوں میں ڈاکٹر جرمانوش کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات یوں بھی قرینِ قیاس ثابت ہوتی ہے کہ تحریک جدید کے تحت یورپ کا پہلا مشن 21 فروری 1936ء کو ہنگری میں قائم ہوا، سارے یورپ کو چھوڑ کر ہنگری کے انتخاب کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ڈاکٹر جرمانوش سے ملاقات اور ان کی اسلام سے دلچسپی کی وجہ سے خیال آیا تو کہ ہنگری کے باشندوں کو اسلام کی طرف بلانا دوسرے یوروپی باشندوں کی نسبت زیادہ آسان ہوگا کیونکہ یہ علاقہ ڈیڑھ سو برس تک ترکوں کی سلطنت عثمانیہ کے زیرنگیں رہا۔

اپسالا یونیورسٹی کی لائبریری میں ایک ارمغان بھی موجود ہے جو پروفیسر جرمانوش کی خدمات کے اعتراف میں مختلف مستشرقین کے مضامین پر مشتمل ہے۔ اس ارمغان میں پہلا مضمون پروفیسر کالدینا گی کا ہے جس میں پروفیسر جرمانوش کے حالات اور ان کی علمی فتوحات کا ذکر ہے۔ یہ ارمغان لوراند اوتووس یونیورسٹی بوڈاپسٹ کی جانب سے 1974ء میں شائع کیا گیا تھا۔

پروفیسر جولیس جرمانوش 6 نومبر 1884ء کو بوڈاپسٹ ہنگری میں پیدا ہوئے۔ استنبول، ویانا، لائپزگ اور بوڈاپسٹ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی اور 1907ء میں بڑے اعزاز کے ساتھ ترکی زبان و ادب، عربی زبان و ادب اور تاریخ قدیم میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ انہیں اپنے زمانہ کے نامور مستشرق اساتذہ پروفیسر ارمین وامیری اور اغناق غورلد زاہر سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا اور انہی دو اساتذہ نے انہیں ترکی کی تاریخ اور عرب تہذیب و تمدن کے بارہ میں تحقیقات کرنے کی راہ پر ڈالا۔

آپ کی پہلی کتاب جس نے انہیں شہرت بخشی وہ سترھویں صدی کی ترک تحریکوں کے بارہ میں تھی اور 1907ء میں شائع ہوئی اس کتاب پر 1908ء میں انہیں انعام ملا جس نے انہیں اس قابل بنادیا کہ وہ برٹش میوزیم کے مشرقیات کے شعبہ میں ریسرچ کرسکیں چنانچہ ڈاکٹر جرمانوش 1911ء تک وہاں تحقیقات کرتے رہے۔ 1912ء میں واپس آئے تو مشرقی تجارت کے ادارہ میں انہیں شرق اوسط کے امور پر لیکچرار مقرر کیا گیا۔ آپ اس خدمت پر 1921ء تک رہے اور اس دوران ترکی اور بلقان کے متعدد مطالعاتی دورے کئے۔ 1921ء میں انہیں اورینٹل انسٹی ٹیوٹ کی فیکلٹی آف اکنامکس میں مقرر کیا گیا ان کی ادبی حیثیت کا عالم یہ تھا کہ مشہور زمانہ انگریز ادیب جان گالزوردی کی سفارش پر انہیں 1926ء میں انہیں مصر کے اہل قلم کی انجمن کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ 1928ء میں بلغاریہ کے اہل قلم کی انجمن اور 1934ء میں انہیں مصر کے اہل قلم کی انجمن کی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا موقعہ ملا۔ 1929ء میں انہیں رابندرناتھ ٹیگور کی قائم کردہ یونیورسٹی شانتی نکتین میں اسلامی علوم کا استاد مقرر کیا گیا جہاں آپ 1933ء تک درس دیتے رہے۔ 1934ء میں آپ جامعہ الازہر میں گئے اور عربی زبان کی مزید تعلیم کے علاوہ اسلامی علوم میں بھی دسترس حاصل کی۔ یہیں سے آپ حج کے لئے مکہ گئے اور اس طرح اسلام کے بنیادی ماخذ سے اسلامی علوم کا مطالعہ کیا۔ پروفیسر فلپ کے ہٹی نے تاریخ عرب میں لکھا ہے کہ ''زیادہ سے زیادہ پندرہ پیدائشی عیسائی یورپین افراد اسلام کے مقدس مقامات کو دیکھنے میں کامیاب ہوئے اور اپنی جانیں بچا کر صحیح سلامت واپس آئے۔ جن میں ہنگری کے پروفیسر جرمانوش نے اپنی کتاب ''اللہ اکبر'' میں یہ ساری روداد بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر جرمانوش نے اسلام قبول کرلیا اور اپنا اسلامی نام عبدالکریم رکھا۔ حاجی عبدالکریم صاحب کی دو تین تصاویر بھی کتاب میں شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف کی کیٹیلاگ میں ان کو عبدالکریم جرمانوش، حاجی عبدالکریم جرمانوش، ڈاکٹر جولیس جرمانوش کے نام سے درج کیا گیا ہے۔ 1939ء میں آپ ایک بار پھر عرب گئے اور مصر میں اور مکہ مدینہ میں بعض کھدائیاں بھی کیں اور دنیا پر مسلمانوں کے اثرات کے بعض آثار دریافت کئے۔ اسی سال آپ صحرائے عرب کو عبور کر کے ریاض پہنچے اور ایسا کرنے والے آپ پہلے یوروپین فرد تھے۔ ڈاکٹر جرمانوش نے ''مسیح کا مبینہ مقبرہ'' کے عنوان سے 1952ء میں ایک مضمون بھی لکھا۔

اپنی کتاب ''اللہ اکبر'' میں آپ نے سرینگر کشمیر کے محلہ خانیار کے اس مقبرہ کی تصویر بھی دی ہے جسے جماعت احمدیہ مسیح ناصری کا مقبرہ قرار دیتی ہے۔ اس مقبرہ کے ہمراہ اسی صفحہ پر ڈاکٹر جرمانوش نے قادیان میں حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مزار مبارک کی تصویر بھی دی ہے۔

1941ء میں ڈاکٹر جرمانوش بوڈاپسٹ یونیورسٹی میں استاد مقرر ہوئے جہاں 1945ء میں انہیں پروفیسر کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔ ان کے مضامین میں عربی زبان و ادب کے علاوہ کلچرل تاریخ کے مضامین بھی شامل تھے۔ تاریخ اسلام ان کا خاص مضمون سمجھا جاتا ہے ان کے بہت سے مضامین برصغیر ہند میں اسلامی تحریکوں کے بارہ میں ہیں۔ 1955ء میں انہیں قاہرہ، اسکندریہ اور دمشق کی یونیورسٹیوں کی جانب سے لیکچر دینے کے لئے مدعو کیا گیا۔ 1958ء میں انہیں ہندوستان کی بمبئی، آگرہ، علی گڑھ، لکھنؤ، کلکتہ، شانتی نکتین اور حیدرآباد کی یونیورسٹیوں کی جانب سے لیکچروں کے لئے بلایا گیا جہاں انہوں نے اسلامی تہذیب و تمدن پر لیکچر دیئے۔

1962ء میں انہیں بغداد کی اکادمی آف سائنس کا اعزازی رُکن بنایا گیا اور 1966ء میں دمشق کی اکادمی کا 1968ء میں سائنسز کا اعزاز انہیں دیا گیا۔ 1970ء میں انہیں لندن انسٹی ٹیوٹ آف کلچرل کا رُکن بنایا گیا۔

بین الاقوامی مستشرقین کے حلقوں میں ڈاکٹر جولیس جرمانوش کا نام ایک معتبر نام ہے (ارمغان بخدمت ڈاکٹر جولیس جرمانوش مرتبہ پروفیسر کالدینا گی، شائع کردہ بوڈاپسٹ یونیورسٹی 1974ء صفحہ 7 تا 10 سے جستہ جستہ)

اسی ارمغان کے آخر میں جی۔ ڈیوڈ کا مرتب کردہ ڈاکٹر جرمانوش کی علمی فتوحات کا ایک گوشوارہ شامل ہے۔ اس میں سے بیشتر مقالات ہنگرین یا ترکی زبان میں ہیں۔ کچھ انگریزی میں بھی ہیں۔ میں ان میں سے چیدہ چیدہ مقالات کا وقت کی ترتیب کے لحاظ سے ترجمہ درج کرتا ہوں۔

1906:- پروفیسر ای۔ جے۔ ڈبلیو۔ گب کی مشہور عالم کتاب ''عثمانی دور کی شاعری کی تاریخ'' جلد اوّل تا چہارم مطبوعہ لندن پر عالمانہ ریویو

1908ء:- پروفیسر گب کی تاریخِ ادب عثمانیہ جلد پنجم پر ریویو

1910ء:- ''ترکوں کا زیریں ڈینیوب پر پہلا ورود اور ترک ہنگری جھگڑے کا آغاز'' تاریخی مقالہ

1911ء:- ''عرب عیسائیت کی بعض تاریخی یادگار عمارتیں'' مقالہ

1915ء:- ''جہاد'' مقالہ، ''جنگجو اسلام'' مقالہ، ''اسلامی جنگوں کے مرحل'' مقالہ

1917ء:- ''ترکی کے ثقافتی مسائل'' مقالہ، ''عرب قومیت کا مسئلہ'' مقالہ

1918ء:- ہمارے زمانہ میں ترک زبان اور ثقافت، مقالہ

1919ء:- ''تاریخ پر جغرافیئے اور نسل کے اثرات'' مقالہ

1927ء:- ''ملک عرب اور اسلام'' مقالہ

1928ء:- ''ترک انقلاب'' مقالہ، ''مشرقی صوفیت اور بکتاشی درویش'' مقالہ

1929ء:- ''اسلام کا مطالعہ'' شانتی نکتین یونیورسٹی کے میگزین ''وسوا بھارتی'' میں مقالات کا ایک سلسلہ ''اسلامی دنیا میں نئی تحریکات'' مندرجہ بالا سلسلہ کا مقالہ

1930ء:- ''اسلامی دنیا کی جدید تحریکات'' مندرجہ بالا سلسلہ کا نیا پہلو۔ مقالہ

1931ء:- ''ترکی کا مقبول ادب'' لاہور میں لیکچر جو اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور نے شائع کیا

1932ء:- ''اسلامی دنیا کی جدید تحریکات'' مقالات کے سلسلے کا نیا مقالہ

1933ء:- ''آج کا انڈیا'' ہنگرین زبان میں مقالہ ''ترکی ادب کا احیاء'' مقالہ

1934ء:- اسلام میں ترکوں کا کردار، مقالہ کا دوسرا حصہ

1936ء:- ''اللہ اکبر'' اسلامی دنیا کے بارہ میں اپنے تاثرات، کتاب

1938ء:- ''اللہ اکبر'' کا جرمن ایڈیشن ''عرب، شام اور میسوپوٹیمیا کی دریافت اور اس کی تسخیر، دنیا کے دریافت کنندگان اور فاتح'' مقالہ

1944ء:- ''عرب دانشوری کا احیاء'' مقالہ

1950ء:- ''عربی بولنے والی دنیا کا لسانی بنیاد پر اتحاد'' مقالہ

1951ء:- ''الف لیلہ'' کے مآخذ'' مقالہ ''عربی حروف تہجی کے بارہ میں بعض خیالات'' مقالہ

1952ء:- ''عربی ادب کے گمنام شہ پارے'' مقالہ ''عیسیٰ کا مبینہ مقبرہ'' مقالہ ''ابن سینا کی ہزار سالہ برسی'' مقالہ

1953ء:- ''اسلامی سلطنتوں کے زوال کے اسباب'' مقالہ

1954ء:- ''عرب جغرافیہ دان'' مقالہ

1955ء:- ''پولین اور اسلام'' مقالہ ''ابن کثیر اور منصور بن حلاج'' مقالہ ''جدید عربی ادب کے بعض پہلو'' مقالہ

1956ء:- ''عربی ادب کے بعض جدید رجحانات'' مقالہ ''عربی زبان کی روح'' مقالہ ''اندھوں کیلئے پڑھنے کی اسلامی ایجاد'' مقالہ

1957ء:- ''بلال کی زرد روشنی میں'' مقالہ ''ہنگری کے مستشرقین کا ماضی اور حال'' مقالہ

1959ء:- ''عصری عربی ادب کے بعض پہلو'' مقالہ ''احمد شوقی کی یاد میں'' مقالہ

1960ء:- ''امریکہ میں عربی ادب'' مقالہ

1961ء:- ''بدوی زمانہ سے لے کر آج تک کے عربی شعراء کا تعارف'' مقالہ

1962ء:- ''تاریخ ادب عربی'' کتاب

1963ء:- ''قدیم عرب کی میراث'' مقالہ

1964ء:- ''ابن بطوطہ کے اسفار کا تعارف'' مقالہ ''مراکش کا ادب'' مقالہ

1966ء:- ''مشرق کی روشنیوں کی جانب'' کتاب ''ابوالعلاء معری: نئی تحقیقات کی روشنی میں'' مقالہ ''زندگی کا اسلامی زاویہ'' مقالہ

1967ء:- ''ابن خلدون: فلسفہ تاریخ کا پیش رو'' مقالہ

1968ء:- ''اللہ اکبر'' دوسرا ایڈیشن

1969ء:- ''چند نئے عرب ناول نگار'' مقالہ

1970ء:- ''مشرق کی روشنیوں کی جانب'' ''عربی کی ادبی زبان کا ارتقاء'' مقالہ ''جنوبی عربی یمن کی عصری شاعری'' مقالہ

1971ء:- ''جنوبی عرب کی جدید شاعری'' مقالہ ''الاسلام کالدین العالم'' عربی میں مقالہ

1973ء:- ''اللہ اکبر'' کا تیسرا ایڈیشن ''تاریخ ادب عرب'' کا تیسرا اور اضافہ شدہ ایڈیشن ''مشرق کی جانب سفر کی یادیں'' ''عین عالم جنگ میں جدید فلسطینی شاعری'' مقالہ

یہ اس عالم کی بعض علمی فتوحات کا ذکر ہے جن کی وجہ سے اسے نامور مستشرق گنا جاتا تھا اور عربی ادب اور مذہب اور

باقی صفحہ 4 پر

Vol. 7 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 12

National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Germany, Tel.: 069-50688652, Fax: 50688655

جرمنی کے شب و روز

بون کانفرنس

جرمنی میں بون شہر کے قریب Königs- winter میں اقوام متحدہ کے تحت ایک کانفرنس منعقد کی گئی جس میں افغانستان کے سیاسی دھڑوں کے نمائندگان نے شرکت کی۔ کانفرنس کا مقصد افغانستان میں جنگ کی تباہ کاریوں کے بعد بحالی امن اور ایک باقاعدہ حکومت قائم کرنا تھا۔

کئی دنوں کی لگاتار بات چیت سے آخر کار ایک معاہدہ طے پا گیا۔ جس کے تحت افغانستان میں ایک عبوری حکومت قائم کی جائے گی جس کے سربراہ ایک پختون سردار حامد کرزئی ہوں گے۔

جدید مشینری و ڈیزائن کی عالمی نمائش
''ایرومولڈ'' فرینکفرٹ

جرمنی کے شہر فرینکفرٹ کی مشہور نمائش گاہ ''Messe'' میں جدید مشینری، ڈائز و ڈیزائن کی عالمی نمائش بنام ''ایرومولڈ'' 28 نومبر تا یکم دسمبر منعقد ہوئی۔ اس نمائش میں 72 ملکوں کی 1500 کمپنیوں نے حصہ لیا۔ اس مرتبہ 51000 افراد نمائش دیکھنے آئے۔ کمپنیوں نے اپنی جدید مشینری کی کارکردگی پیش کی جس میں زیادہ تعداد مولڈ بنانے والے مشینری کی تھی۔ سب سے زیادہ لیزر مشین پسند کی گئیں، جن کی کارکردگی حیرت انگیز تھی۔ ان کی کارکردگی کو دیکھ کر انسان صنعتی ترقی کے وسیع میدان میں گم ہی ہو جاتا ہے۔ ترقی پذیر ممالک کے افراد اس نمائش میں ترقی یافتہ مالک کے تجربات سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اور اپنے اپنے ملکوں کے صنعتی ماحول کو بہتر ٹیکنالوجی میں منتقل کر سکتے ہیں۔ مصنوعات کی بہتر اور خوبصورت ڈیزائننگ، ایکوریسی، اور ریپٹ (Rapit) پروڈکشن ہی کسی ملک کی صنعتی ترقی کا راز ہیں۔ اگلے سال یہ نمائش 4 دسمبر تا 7 دسمبر 2002ء اسی جگہ منعقد ہوگی۔ اس نمائش میں حصہ لینے یا دیکھنے کے لئے اس فون نمبر پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

+49 69-2740030

ترک نژاد اسلامی تنظیم پر پابندی

جرمنی کے وزیر داخلہ جناب اُٹو شلی (SPD) نے ایک اسلامی تنظیم Kalifatsstaat پر پابندی لگا دی۔ کولن شہر میں اس تنظیم کے خلیفہ ''میتین کپلان'' کو ملک بدر کا حکم دیئے جانے کا امکان ہے۔ لیکن اس بات کی ترک حکومت سے یقین دہانی ضروری ہے کہ حکومت کپلان کو موت کی سزا نہیں دے گی۔

جناب شلی نے کہا ہے کہ قانون میں یہ تبدیلی ملک کے اندرونی حفاظتی نظام کو مضبوط بنانے کے لئے کی گئی ہے۔ ترک تنظیم کے یہ خلیفہ ملک میں قائم امن کی فضا کو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور امن کے لئے خطرہ بن گئے تھے۔ اس تنظیم کے ممبران کی تعداد 11000 بتائی جاتی ہے۔ اس تنظیم کے تمام اثاثوں کو منجمد کر دیا ہے اور مراکز و دفاتر بند کر دیئے گئے ہیں۔

(ترتیب: نعیم نیر)

بقیہ:- پروفیسر جولیس جرمانوش

اسلام سے تعلق رکھنے والے سب لوگ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس شخص کو سارے عالم اسلام میں صرف ایک شخص ایسا نظر آیا جس کی باتوں میں اسے ایسی کشش محسوس ہوئی کہ اس نے اپنی مشہور عالم کتاب میں نہ صرف اس کی تصویر چھاپی بلکہ برصغیر ہند میں جدید اسلامی تحریکوں پر بڑے وسیع تحقیقی کام کی بنیاد ڈالی اور عین ممکن ہے ڈاکٹر جرمانوش کے ذہن میں اسلام کو مکمل طور پر نئے سرے سے پڑھنے کا خیال ہی اس ملاقات کے بعد پیدا ہوا۔ ڈاکٹر جرمانوش کے مقالات کو میں نے اسی لئے وقت کی ترتیب کے لحاظ سے ترجمہ کر دیا ہے کہ پڑھنے والے ان کے ذہن میں میں آنے والی تبدیلیوں کا اندازہ لگا سکیں۔ ہمارے احمدی ریسرچرز کے لئے یہ ایک نیا موضوع ہے۔

ع صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

(تحقیق:- ڈاکٹر پرویز پروازی)

اعلان

محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مرحوم کے حالات زندگی اکٹھا کرنے کا بیڑہ آپ کے بھائی محترم حبیب اللہ باجوہ صاحب نے اُٹھایا ہے۔ ایسے تمام احباب جن کے لئے اس کار خیر میں حصہ لینا ممکن ہو وہ درج ذیل پتہ جات پر رابطہ کر کے ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔

Ahmadiyya Muslim Jamaat
Shoba Tasneef
Genfer Str. 11,
60437 Frankfurt/M, Germany

(انچارج شعبہ تصنیف، جرمنی)

اشعار از کلام محمود

لگ رہی ہے جہان بھر میں آگ
گھر میں ہے آگ رہ گذر میں آگ
بھائی بھائی کی جان کا بَیری
لب پہ ہے صلح اور بَر میں آگ
دشمنی کی چلی ہوئی ہے رَو
بات میٹھی ہے پُرنظر میں آگ
کس پہ انسان اعتبار کرے
زور میں آگ ہے تو زر میں آگ
مٹی پانی کا ایک پُتلا تھا
بھر گئی کیسے پھر بشر میں آگ
ابن آدم کو لگ گیا کیا روگ
آگ ہے دِل میں اور سَر میں آگ
کیسے نکلی ہے نُور سے یہ نار
باپ میں نور تھا پسر میں آگ
کھا رہی ہے جحیم دُنیا کو
شہر میں آگ ہے نگر میں آگ
اُن کو جنت سے واسطہ ہی کیا
ہو لگی جن کے بام و دَر میں آگ
بَن نہ بدخواہ تو کسی کا بھی
خیر میں ثلج ہے تو شر میں آگ
ابرِ رحمت خدا ہی برسائے
ہے بھڑک اُٹھی بحر و برّ میں آگ

بقیہ:- لوکل اجتماع ''وقف نو'' امارت فلڈا، نوئے ہوف

علمی مقابلہ جات کے بعد ایک چھوٹا وقفہ دیا گیا۔ جس کے معاً بعد اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ یہ تقریب مکرمی جناب عبید اللہ باجوہ صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی کی زیر صدارت عمل میں آئی۔ تلاوت و نظم وغیرہ کے بعد آپ نے اختتامی خطاب میں حاضر والدین، دیگر مہمانوں اور واقفین/واقفات کو مخاطب کرتے ہوئے خصوصی طور پر نماز کے قیام کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے علاوہ واقفین واقفات کو اطاعت والدین کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے ماؤں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مائیں آج ہی سے اپنی بچیوں کی تربیت پر خاص نظر اور توجہ دیں تا کہ یہ واقفات بچیاں اپنے عظیم مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔

آپ نے لوکل امیر صاحب کو لوکل سیکرٹری وقف نو کو مبارکباد پیش کی جس محنت سے اس اجتماع کا انعقاد ہوا اس کا اندازہ خاکسار کو ہو چکا ہے۔ اختتامی خطاب کے بعد تقریب تقسیم انعامات عمل میں آئی۔

اس طرح یہ چوتھا سہ ماہی لوکل اجتماع شام 18:00 بجے اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ:- ظہیر الدین عباسی، لوکل سیکرٹری وقف نو)

عید الفطر کے موقع پر قارئین کرام کی خدمت میں ادارہ اخبار احمدیہ کیطرف سے
عید مبارک

سانپ اور اُن کے زہر

زہر کے خلاف جسمانی مدافعت

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ سانپ کا شکار کرنے والے جانوروں مثلاً نیولا، سکریٹری پرندہ، رکون وغیرہ کے جسم میں سانپ کے زہر کے خلاف قدرتی مدافعت پائی جاتی ہے، جس سے سانپ کے کاٹنے سے یہ جانور مرتے نہیں۔ یہ خیال سراسر خلاف حقیقت ہے، اکثر یہ جانور مار گزیدگی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ البتہ زہریلے سانپ کے جسم میں اپنے زہر کے خلاف کسی حد تک مدافعت پائی جاتی ہے اور اسے اپنے زہر سے ہلاک کرنے کے لئے عام مقدار سے 10 گنا زیادہ زہر کی ضرورت ہے لیکن مختلف سانپوں میں ایک دوسرے کے خلاف عام طور پر مدافعت نہیں پائی جاتی۔

عام تاثر ہے کہ نیولے کی خوراک صرف سانپ ہیں اور نیولے پر زہر کا کوئی اثر نہیں، جو کہ سراسر غلط ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں کئی انواع کے نیولے ملتے ہیں۔ سب گوشت خور ہیں۔ کوئی بھی تخصیص کے طور پر صرف سانپ نہیں کھاتا، بلکہ ان کی عام خوراک میں دوسرے جانوروں کی طرح سانپ بھی شامل ہیں۔ اگر نیولے کے ماحول میں سانپ زیادہ ہیں تو قدرتی طور پر اس کی خوراک میں سانپ نسبتاً زیادہ شامل ہوں گے۔ نیولے کے خون کا تجزیہ کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ اس کے جسم میں عام زہریلے سانپوں کے زہر کے خلاف قطعاً مدافعت نہیں پائی جاتی۔ نیولا مجبوری اور بھوک میں سانپ پر حملہ آور ہوتا ہے اور اپنی پھرتی اور بہتر سمجھ بوجھ سے سانپ کے حملے سے بچتا ہے۔ اکثر سانپ کے حملے کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔

اکثر سانپوں کا کاروبار کرنے والے مداری یا خانہ بدوش غلط طور پر سانپ کے زہر کے خلاف مدافعت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسے کسی پیر یا فقیر کی مہربانی اور کرامت قرار دیتے ہیں یا کسی خاص بوٹی، مرہم، منکے یا ٹونے ٹوٹکے کی برکت قرار دیتے ہیں۔ اس طرح اپنی خود ساختہ اور بے اثر دوائیوں کی اشتہار بازی کر کے سادہ لوح لوگوں کو لوٹتے ہیں۔

دراصل اگر سانپ کا تھوڑا تھوڑا زہر کچھ وقفے کے بعد جسم میں داخل کیا جائے، تو جسم زہر کے خلاف مدافعتی مادہ بنا لیتا ہے۔ جسم کی اس استعداد کو زہر کی مقدار زیادہ کر کے مزید کئی گنا بڑھایا جا سکتا ہے۔ یہی اصول جسم مختلف بیماریوں مثلاً خسرہ، کالی کھانسی، پولیو اور چیچک وغیرہ کے خلاف مدافعت پیدا کرنے میں استعمال کرتا ہے، لیکن سانپ کے زہر کے خلاف مدافعت وقتی ہوتی ہے جو وقت گذرنے پر ختم ہو جاتی ہے، پھر دوبارہ پیدا کرنا پڑتی ہے۔ زمانہ قدیم سے لوگوں کو اس حقیقت کا علم تھا۔ چنانچہ جنوبی افریقہ کے مشہور زولو (Zulu) قبیلہ کے لوگ سانپ کے زہر کے خلاف مدافعت حاصل کرنے کے لئے ہر سال اکتوبر میں جشن مناتے ہیں۔ اس میں قبیلے کا ہر جوان آدمی رسم کے مطابق اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر زخم میں ایک آمیزہ جو انسانی تھوک اور سانپ کے زہر کو ملانے سے بنایا جاتا ہے، بھرواتا ہے اور اس طرح سانپ کے زہر کو جسم میں داخل کر کے اس کے زہر کے خلاف مدافعت پیدا کی جاتی ہے۔

اسی غرض سے افریقہ کے بعض قبائل میں زہر پینے اور سانپ کا زہریلا غدود کھانے کی رسم پائی جاتی ہے۔ بعض علاقوں میں سانپ کے زہر میں کاغذ کی گولیاں تر کر کے نگل لی جاتی ہیں۔ بعض قبائل کے لوگ زہریلے سانپ پال کر، ان سے بار بار ڈسواتے ہیں۔ شمالی افریقہ میں ایک قبیلہ سسوئے (Sisowy) کے افراد زہریلے سانپوں کے خلاف مدافعت پیدا کرنے کے لئے زہریلے سانپ کو زندہ چبا جاتے ہیں۔ میکسیکو کے بعض قبائل زہر کو زبان، بازوؤں اور جسم کے دوسرے حصوں میں سانپ کے زہریلے دانت کے ذریعے زخم کے اندر داخل کرتے ہیں۔ غرضیکہ دنیا کے مختلف حصوں میں صدیوں کے تجربات نے لوگوں کو سانپ کے ماحول میں عافیت سے رہنے کا ڈھنگ سکھایا ہے۔ قدرتی ماحول میں رہنے کے لئے انسان کو زندہ رہو، زندہ رہنے کے اصول پر ہمیشہ عمل پیرا ہونا پڑا ہے۔ (باقی آئندہ انشاءاللہ)

بحوالہ ''سرزمین پاکستان کے سانپ''

از پروفیسر محمد شریف خان صاحب